اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی
کے علمی و روحانی تعلقات و روابط پر مشتمل ایک گراں قدر رسالہ بنام

دو عاشق رسول کے روابط

مؤلف

مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

صدر مفتی نوری دار الافتاء سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی
شیخ الحدیث و صدر شعبہ افتاء جامعہ رضویہ کلیان، ضلع تھانے، مہاراشٹر

زیر اہتمام

سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ امام احمد رضا روڈ بھیونڈی

ناشر

غوث الوریٰ اکیڈمی (جامعہ رضویہ) بیل بازار کلیان ضلع تھانے

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام رسالہ: دو عاشق رسول کے روابط

نام مؤلف: مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

پروف ریڈنگ: مولانا اظہار احمد علیمی، مولانا شمیم اختر قادری احمدی
طلبہ شعبہ تحقیق نوری دارالافتاء سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی

کمپوزنگ: مولانا اشفاق رضا امجدی، مولانا دلشاد رضا
طلبہ شعبہ تحقیق نوری دارالافتاء سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی

سن اشاعت: محرم الحرام ۱۴۴۱ھ/ ۲۰۱۹ء

بسعی جمیل: مولانا قاری شمشیر عزیزی استاذ الجامعۃ الرضوی بیل بازار کلیان

ملنے کے پتے

[۱] نوری دارالافتاء سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ امام احمد رضا روڈ بھیونڈی

[۲] غوث الوریٰ اکیڈمی (جامعہ رضویہ) کلیان ضلع تھانے مہاراشٹر

[۳] عزیزی لائبریری جنتا ہاٹ بائسی ضلع پورنیہ بہار

[۵] رضوی بکڈپو کوٹر گیٹ بھیونڈی

[٦] خواجہ بکڈپو مٹیا محل دہلی

Email: azhar.misbahi1@gmail.com Call:09510177400,9518591984

Noori Darul Ifta Sunni Jama Masjid Koter Get (Trust)
Imam Ahmad Raza Road ,Koter Get,Bhiwandi Distt.Thane (M.H)

Al-Jamiatul Rizvia Behind Desai Shoping Complex, Raza Nagar
Bail Bazar Valipeer Road (W) Kalyan Distt : Thane ,Maharashtra

کلماتِ اشرف

قاضی مہاراشٹر، عالم باعمل حضرت علامہ مفتی اشرف رضا صدیقی قادری مصباحی دام ظلہ
قاضی ومفتی: ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ محمد ن المصطفی الاشرف ﷺ.

فاضل گرامی قدر علامہ مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی حفظہ اللہ عزوجل علمی اور تحقیقی مزاج رکھتے ہیں، دین داروں سے محبت اور دینی کام کرنے کا جذبۂ صادقہ رکھتے ہیں اور اس کے عوامل ڈھونڈتے رہتے ہیں، اس کا جیتا جاگتا ثبوت پیش نظر رسالہ ''دو عاشقوں کے روابط'' ہے۔

کچھوچھہ مقدسہ اور بریلی شریف اہل سنت کے دو اہم مراکز ہیں، یہاں کے ذمے داران اور ان کے متعلقین شیر وشکر ہوکر دین وسنیت کا کام کرتے رہے ہیں اور ایک دوسرے کے دست وبازو رہے ہیں، ان کے مخلصین کے درمیان روابط ہمیشہ گہرے رہے ہیں۔ امام اہل سنت، مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ''تحریک تحفظ ناموس رسالت'' کے فروغ واستحکام میں برصغیر کے علما ومشائخ میں عارف باللہ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خلفا ومریدین کا بہت بڑا حصہ رہا ہے۔

حضور اشرفی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے عہد میں قدوۃ الکبریٰ، محبوب یزدانی، سیدنا ومولانا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ الربانی کے صحیح جانشین کا قضیہ کھڑا ہوا تو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں یہ واضح اور روشن فرمایا کہ عارف حق مولانا سید شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی میاں ہی زیادہ مستحق ہیں۔ یہ جواب ''نقاء السلافة فی احکام البیعة والخلافة'' میں شامل اشاعت ہے

ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

دیو بندیوں کی طرف سے جو کفریات عام ہوئیں، اس سلسلہ میں ایسوں پر علمائے ربانین اور فقہا و متکلمین کی طرف سے جو احکام وفتاویٰ تھے، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی نے اسے مرتب فرمایا اور علمائے عرب وعجم نے اس کی تصدیق فرمائی، عربی تصدیقات ''حسام الحرمین'' کے نام سے عام ہوئی۔ اسی نہج پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مفتی حشمت علی پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سوالات قائم فرما کر برصغیر کے علما ومشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فتاویٰ حاصل کر کے ''**الصوارم الهندیه**'' کے نام سے شائع فرمایا، اس میں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دوخط چھپا ہوا ہے جس میں آپ نے اپنے مریدوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ میرا مسلک ونظریہ وہی ہے جو اعلیٰ حضرت کا ہے، میں خود عالم اہل سنت مولانا احمد رضا کے فتوے کے مطابق عمل کرتا ہوں۔

مرتب موصوف نے زیر نظر رسالہ میں بہت حد تک دونوں بزرگوں کے تعلقات وروابط کو اچھے انداز میں بیان کیا ہے، ہمیں امید ہے کہ اس رسالہ سے عوام کو فائدہ ہوگا، آپس میں محبت بڑھے گی اور دوریاں کم ہوں گی۔

اللھم یا ودود یا مجید یا حق یا ھادی اپنے فضل وکرم سے اپنے حبیب کریم ومحبوب اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اوران کے پیاروں کے صدقے ہمیں محبت والفت اوراخلاص بھری زندگی عافیت کے ساتھ نصیب فرما، حسد، کینہ اورعداوت سے ہمارا سینہ پاک کردے اوراہل سنت وجماعت کے تمام اولیا وعلما کے فیضان سے اشرف ومشرف کرا اور یہ کتاب جس مقصد سے لکھی گئی ہے اس کے برکات ظاہر فرما، **آمین، بفضلک آمین، وبرحمتک آمین، وبلطفک آمین، یا ارحم الراحمین بجاہ اشرف المرسلین** صلی اللہ علیہ وسلم

عبید المصطفیٰ اشرف رضا صدیقی قادری رضوی مصباحی
ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی ۸،
دار العلوم حنفیہ رضویہ قلابہ ممبئی
۲۵ر محرم الحرام ۱۴۴۰ھ / ۲۷ر اگست ۲۰۱۹ء

کلماتِ کمال

ممتاز القلم حضرت مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی دام ظلہ
صدر مفتی و شیخ الحدیث ادارۂ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی، یوپی

برصغیر ہندوپاک میں سینکڑوں کی تعداد میں ایسی خانقاہیں موجود ہیں جو تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی آماجگاہ، صوفیاے کرام کی روحانی تعلیمات کا مرکز اور شریعت و طریقت کے حسین سنگم ہیں۔

رشد و ہدایت کے ایسے ناموراور پاکیزہ خانقاہوں، علم و ادب کے بلند میناروں اور دین وسنیت کے روشن و مضبوط قلعوں میں خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ اور خانوادۂ رضویہ بریلی شریف کو عالمی سطح پر جو شہرت و عظمت، رفعت و مقبولیت اور نمایاں مقام حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں، ان کی دینی، علمی اور مذہبی خدمات کا دائرہ حد جہاں وسیع اور آفتابِ نیمروز کی طرح تاباں وعیاں ہے، دونوں خانوادے کے تبلیغی مشن میں یکسانیت، فروغ اہل سنت اور رد فرقہائے باطلہ دونوں ہی کا ہدف ہے، ان کے علما و مشائخ نے اس فریضہ کو خوب خوب انجام بھی دیا، اس کے لیے کتابیں لکھیں، تقریریں کیں، تحریکیں چلائیں اور مناظرے کیے، جن سے اہل سنت و جماعت کو کافی تقویت ملی اور خوب خوب اس کا بول بالا ہوا، اہل سنت و جماعت نے اپنے ایمان و عمل کے تحفظ و بقا کے لیے ان سے وابستگی حاصل کی اور ان کو اپنا علمی و روحانی مرکز تسلیم کیا بلا شبہ ان کی یہ خدمات لائق تحسین اور ناقابل فراموش ہیں۔

چودہویں صدی ہجری میں خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی مرکزی شخصیت حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات تھی اور خانوادۂ رضویہ بریلی شریف کی مرکزی شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات تھی اور اہل سنت و جماعت اپنے ان دونوں ہی اکابر کے لیے **"لفظ اعلیٰ حضرت"** استعمال کرتے تھے جبکہ اس سے قبل اعلیٰ حضرت کا استعمال دیوبندیوں نے اپنے اکابر کے لیے شروع کیا تھا، حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں امام احمد رضا

قدس سرہ کے تبحر علمی، فہم وادراک اور تجدید واحیائے دین کے کارناموں کے معترف تھے، اسی طرح حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ بھی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی مشیخیت، جمال ظاہری وباطنی اور کمالات روحانی کے دلدادہ تھے، ان دونوں روحانی ہستیوں کا آپس میں عقیدت ومحبت کا عالم یہ تھا کہ جہاں بھی ملتے ایک دوسرے کے لیے کھڑے ہوجاتے تھے اور دست بوسی کرتے تھے، امام احمد رضا قدس سرہ جس مسند علم وعرفان پر بیٹھ کر تصنیف وتالیف، تحقیق وجستجو اور علمی خدمات انجام دیتے تھے اس پر کسی کو نہیں بیٹھاتے تھے مگر جب حضور اشرفی میاں امام احمد رضا قدس سرہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ کو اپنی مسند پر بٹھاتے تھے اور خود کھڑے رہتے تھے۔

دونوں مرکزی شخصیتوں کی باہمی الفت ومحبت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فرزند اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلہ منوریہ میں خلافت دلوائی اور حضور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے فرزند اکبر حضرت مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ کو امام احمد رضا قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ میں خلافت دلوائی۔

یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے سے کس قدر محبت فرماتے تھے اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب امام احمد رضا قدس سرہ کا وصال ہوا تو حضور اشرفی میاں نے فرمایا: ان کے فراق نے میرا بازو کمزور کردیا'' اور جب حضور اشرفی میاں کا وصال ہوا تو امام احمد رضا کے شہزادوں نے نہ صرف تعزیت پیش کی بلکہ عرس چہلم میں آپ کے دونوں شہزادے حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے اکابر علمائے اہل سنت کے ساتھ شرکت فرمائی۔

تمام اہل سنت کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں محبّ گرامی فاضل محقق حضرت علامہ مفتی مبشر رضا مصباحی دام ظلہ العالی کہ انہوں نے وقت اور حالات کے تقاضوں کے پیش نظر اس سلسلے میں بہت اچھی پیش رفت کی ہے اور ''**دو عاشق رسول کے روابط وتعلقات**'' نام سے ایک نہایت ہی شاندار اور جامع رسالہ ترتیب دیا ہے جو حجم اور ضخامت کے اعتبار سے مختصر مگر مشمولات اور مواد کے اعتبار سے کافی معنی خیز ہے، ان کا یہ رسالہ صرف دو عاشق رسول کے تعلقات وروابط کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ اہل سنت وجماعت کی دو عظیم خانقاہوں ''**خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ شریف اور خانوادۂ رضویہ بریلی شریف**'' کے خوشنما تعلقات، اشرفیت ورضویت سنگم کے خوبصورت

لمحات، مشائخ کچھوچھہ وبریلی کے اتحاد واتفاق کے ناقابل فراموش واقعات کا نہایت ہی حسین مرقع ہے، موصوف نے عنوان کتاب کے مختلف گوشوں پر اچھی روشنی ڈالی ہے اوران کے زریں واقعات کوایک خوبصورت توازن کے ساتھ جمع کیا ہے، موصوف کے قلم کی یہ خصوصیت ہے کہ جس عنوان پر قلم اٹھاتے ہیں اس کے تمام ضروری گوشوں پر انتہائی جامعیت اور سلاست کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں۔

یہ رسالہ صرف جامع ہی نہیں مفید بھی ہے دونوں خانوادوں کے تعلقات وروابط کے حوالے سے اس میں ایسے ایسے اہم واقعات اور مفید جانکاریاں موجود ہیں جوہم سب کے لیے نہ صرف قابل تقلید اور نمونۂ عمل ہیں بلکہ دور حاضر میں ان کو جاننے کی اشد ضرورت بھی ہے، امید ہے کہ اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ بلاشبہ مولف کی اس کتاب سے اسلاف کی یادیں تازہ ہوتی ہیں اورایک نوجوان فاضل اور صاحب فکروقلم کے لیے یہ کتاب بہت معنی رکھتی ہے۔

مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے متعدد محاسن وخوبیوں سے نوازا ہے، آپ اہل سنت وجماعت کے مستند عالم دین باکمال فاضل محقق اور تجربہ کار مفتی ہیں، آپ کی متعدد کتابیں منظر عام پر آکر مقبول انام ہوچکی ہیں اوراہم موضوعات پھرآپ کے مقالات ومضامین رسائل وجرائد اوراخبارات کی مسلسل زینت بنتے رہتے ہیں، شرعی مسائل پر مشتمل آپ کے فتاوے اس پر مستزاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سبھوں کوعنوان کتاب کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ شادکام رکھے اور حضرت مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی کی اس قلمی خدمت کوشرف قبولیت بخشے، اس کتاب کومقبول انام بنائے اور دونوں خانوادوں کے فیوض وبرکات سے انہیں خوب خوب نوازے (آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین)

دعاگوودعاجو

محمد کمال الدین اشرفی مصباحی غفرلہ

خادم افتاواستاذ حدیث وفقہ

ادارۂ شرعیہ اترپردیش، رائے بریلی

۲۸رذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۳۰راگست بروز جمعہ ۲۰۱۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً و مسلماً

مجدد اسلام، امام اہل سنت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی اور مجدد سلسلۂ اشرفیہ شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہما کے درمیان عقائد ونظریات، افکار وخیالات، اوصاف وکمالات، فضائل ومناقب، محاسن ومحامد، دینی و علمی کارناموں اور مختلف خوبیوں کے اعتبار سے بڑی یکسانیت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے تو شاید بے جا نہ ہوگا کہ ''یہ دونوں بزرگانِ طریقت ایک ہی سکہ کے دورخ ہیں۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں بے پناہ علوم ومعارف سے نوازا تھا، صدق وصفا، اخلاص ولِلّٰہیت، عفو ودرگزر، حلم وحیا، فکر وتدبر اور تواضع وانکساری جیسے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ سے آراستہ تھے۔ جس زاویے سے دیکھئے وہ یکتائے روزگار نظر آتے ہیں۔ جہاں امام اہل سنت کے علمی وتصنیفی کارنامے نادر المثال ہیں وہیں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے دعوتی وتبلیغی دورے بھی حیرت انگیز ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہما الرحمہ دونوں شخصیتیں ایک ایسے چشمۂ صافی کی مانند ہیں کہ جن سے بلا امتیاز رنگ ونسل اور مشرب و ملت ہر فرد علمی وروحانی دونوں طور پر سیراب ہوتا ہے، ان دونوں بزرگوں نے آپسی اتحاد و اتفاق، محبت ومودت اور اپنے دیرینہ تعلقات وروابط سے دین ومذہب اور مشرب ومسلک کے فروغ واستحکام کے لیے ایسے زریں کارنامے انجام دیے ہیں جو بلاشبہ علم وفن، دعوت و تبلیغ اور علمی وتحقیقی میدانوں میں علما وفضلا اور مبلغین ومصلحین کے لیے نہ صرف مشعل راہ اور نمونۂ عمل ہیں بلکہ عام طرز حیات کے لیے بھی رہنما اصول وخطوط اور عظیم اثاثے ہیں۔ دونوں بزرگوں کی زندگیوں کو اگر عملی طور پر اپنایا جائے تو یقیناً اتحاد واتفاق کی ایک مثال قائم ہوگی اور ہر فرد اپنے اندر قوت وتوانائی اور فہم وفراست محسوس کرسکتا ہے۔ دونوں

بزرگوں کے تعلقات پر روشنی ڈالنے سے قبل مناسب سمجھتا ہوں کہ اختصار واجمال کے ساتھ ان کے احوال وآثار کو بیان کردوں تاکہ دونوں حضرات کی علمی ودینی حیثیت وعظمت بخوبی قارئین کے سامنے آجائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی:

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ ۱۰؍شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴؍جون ۱۸۵۶ء کو صوبہ اترپردیش کے شہر بریلی کے ایک علمی اور دینی گھرانے میں پیدا ہوئے، محض چار سال کی ننھی سی عمر میں ناظرۂ قرآن کی تکمیل فرمائی، چھ سال کی عمر میں ایک نووارد عرب سے دیر تک فصیح وبلیغ عربی زبان میں گفتگو کی، آٹھ سال کی عمر میں فن نحو کی مشہور ومعروف کتاب ''ہدایۃ النحو'' کی عربی زبان میں شرح تحریر فرمائی اور تیرہ برس کچھ ماہ کی عمر میں آپ نے جملہ مروجہ درسی علوم وفنون سے فراغت حاصل کرکے باقاعدہ تدریس کا آغاز فرمایا، آپ نے ابتدائی کتابیں ایک عالم صاحب سے پڑھی جن کا نام معلوم نہیں اور میزان ومنشعب وغیرہ کتب کی تحصیل جناب مرزا غلام قادر بیگ سے کی، باقی درسی علوم وفنون کی تعلیم جد امجد امام العلما مولانا شاہ رضا علی خان بریلوی، والد ماجد خاتمۃ المحققین مولانا شاہ نقی علی خان بریلوی سے حاصل کی، علم طریقت اپنے پیرومرشد خاتم الاکابر سیدنا آل رسول مارہروی سے اور علم جفر، علم تکسیر وغیرہ سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے حاصل کیے۔ آپ نے انہیں مذکورہ نفوس قدسیہ سے جملہ علوم ظاہری وباطنی کی تکمیل فرمائی ان کے علاوہ کسی اور کے سامنے زانوے تلمذ تہہ نہ فرمایا۔ مگر خداداد صلاحیت ولیاقت اور فضل خداوندی وکرم الٰہی سے پچاس سے زائد علوم وفنون پر نہ صرف کمال حاصل کیا بلکہ اکثر علوم وفنون میں آپ کو امام کا درجہ حاصل تھا جبکہ جدید تحقیق وریسرچ کے مطابق آپ کو پانچ سو سے زائد علوم وفنون پر کامل دسترس اور ید طولیٰ تھا۔

۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں تاجدار مارہرہ حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت وارادت سے مشرف ہوکر جمیع سلاسل کی مثالی خلافت واجازت اور سند حدیث حاصل فرمائی۔

آپ دومرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے پہلی بار ۱۲۹۵ھ میں اپنے والدین کریمین علیہما الرحمہ کے ساتھ اور دوسری مرتبہ ۱۳۲۳ھ میں۔ پہلے سفرحج کے موقع پر ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم میں ادا کی، نماز سے فراغت کے بعد امام شافعیہ حضرت شیخ حسین ابن صالح جمل اللیل نے کسی سابقہ تعارف کے بغیر آپ کا ہاتھ پکڑا اور آپ کو اپنے ہمراہ اپنے دولت کدہ پر لے گیے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا: انی لاجد نور اللہ فی ھذا الجبین (بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں) اور صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھ عنایت فرمائی۔

۲۵ ؍صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ ؍اکتوبر ۱۹۲۱ء کو دوپہر ۲ ؍بج کر ۳۸ ؍منٹ پر جمعہ کے دن آپ کا وصال ہوا اور ۲۶ ؍صفر المظفر ۱۳۴۰ھ شام ۴ ؍بجے مسجد رضوی کے پہلو میں تجہیز وتدفین عمل میں آئی۔ مزار پرانوار بریلی شریف میں مرجع خلائق ہے۔

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی:

قدوۃ العارفین، سراج السالکین حضرت سید شاہ ابواحمد محمد علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت مجدد اعظم امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش سے چھ سال قبل ۲۲ ؍ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ مطابق ۷ ؍مارچ ۱۸۵۰ء بروز شنبہ کو قدیم ضلع فیض آباد اور موجودہ ضلع امبیڈ کرنگر کے مشہور ومعروف خطہ کچھوچھہ شریف میں صبح صادق کے وقت ہوئی، جب آپ چار برس چار مہینے اور چار دن کے ہوئے تو مولانا گل محمد خلیل آبادی نے آپ کی رسم بسم اللہ ادا فرمائی اور خلیل آباد میں رہ کر ابتدائی تعلیم انہیں (مولانا گل محمد خلیل آبادی) سے حاصل کی، اس کے بعد مولوی امانت علی کچھوچھوی، مولوی سلامت علی گورکھپوری اور مولوی قادر بخش کچھوچھوی سے درسیات کی تعلیم حاصل کی۔ بیعت و ارادت برادر اکبر حضرت سید شاہ اشرف حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے حاصل تھی اور پھر ۱۲۹۷ھ میں پیر ومرشد نے مسند سجادگی بھی عطا فرمائی۔ آپ نے ۱۳۵۵ھ تک حضرت سیدنا مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسند سجادگی کو رونق بخشتے ہوئے ایک عالم کو فیض یاب کیا اور ۱۱ ؍رجب المرجب ۱۳۵۵ھ کو صبح بحالت ذکر مالک حقیقی سے جا ملے۔ مزار مقدس حسب وصیت نیر شریف کے جنوبی کنارے

میں واقع ہے۔

پرودگارعالم نے آپ کو متعدد محاسن وکمالات اور کثیر محامد ومفاخر سے نوازا تھا، زہد وورع، فضل وکمال، تقویٰ وطہارت اور دینی تصلب وحمیت سے خوب خوب مالا مال تھے، آپ عالم شباب ہی سے بارعب اور بلند شان کے مالک تھے چنانچہ سید غلام علی آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن دنوں فیض آباد میں ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز تھے، حضرت اشرفی میاں کے بارے میں ان کے عہد شباب میں فرمایا تھا:

”شاہ صاحب نے وہ لیاقت بہم پہنچائی ہے کہ علما کی مجلس میں بھی ایک شاندار رکن دکھائی دیں گے“ [حیات مخدوم الاولیا محبوب ربانی، ص، ۵۸]۔

”آپ مجدد سلسلۂ اشرفیہ ہیں، حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے خلفا نے سلسلۂ اشرفیہ کی اشاعت عرب وعجم میں کی، خانوادۂ اشرفیہ کے بزرگوں نے بیرون ملک کا سفر ترک کردیا؛ بلکہ زیادہ تر صاحب فضل وکمال نے گوشۂ گمنامی کو شہرت پر ترجیح دی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی جو طالب حق آستانہ تک پہنچ گیا، اسے داخل سلسلہ فرماکر اس کی تربیت فرمائی، صدیوں تک اس طرح جمود طاری رہا، یہاں تک کہ ۱۲۶۶ھ میں اعلیٰ حضرت واقف اسرار ورموز وحدت ووحدانیت سید شاہ ابو احمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی، آپ فضل وکمال کے آفتاب بن کر عرب وعجم پر چمکے اور سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کو شرق وغرب میں پھیلا دیا، آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے والوں کی صحیح تعداد تو پروردگار عالم کو معلوم ہے اور آپ نے اس کی کوئی فہرست بھی نہیں بنائی جس سے کچھ معلوم ہوسکے۔ ویسے زبانی اور تحریری روایتوں کا اعتبار کریں تو آپ کے مریدوں کی تعداد کم وبیش چار کروڑ اور خلفا کی تعداد دو ہزار سے متجاوز تھی“ (ملخص از سیرت اشرفی، ص: ۸۸)

تعلقات وروابط:

خیر! اعلیٰ حضرت بریلوی اور اعلیٰ حضرت کچھوچھوی دونوں بزرگوں نے الفت و محبت، تعلقات و روابط کی ایسی فضا قائم کی کہ رہتی دنیا تک انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا، آج انہی خطوط ونقوش پہ قائم رہ کر دین کی خدمات انجام دی جائیں تو یقیناً نئی نسل

میں رشد وہدایت اور تبلیغ وترسیل کا شعور وادراک پیدا ہوگا اور اتفاق واتحاد کی ایک زریں مثال اور تاریخ قائم ہوگی۔

امام احمد رضا محدث بریلوی سے بے لوث محبت ہی کا نتیجہ تھا کہ حضور سید احمد اشرف کچھوچھوی اور حضور محدث اعظم ہند دونوں صاحب زادگان نے امام احمد رضا کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف تلمذ حاصل کیا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان کو اجازت خلافت سے سرفراز فرمایا، حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ نے حضور مفتی اعظم ہند کے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ ''ترجمہ قرآن کنز الایمان پر ماہنامہ دار العلوم دیوبند نے بشکل پروپگنڈہ مسلکی عصبیت سے مملو چھ قسطوں پر مشتمل ایک تنقیدی مضمون شائع کیا تو حضرت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی جانشین مخدوم الملت نے شش قسطی مضمون کا حقائق ومعلومات کے اجالے میں تحلیل وتجزیہ فرمایا،، (المیزان ۸۵)

بلاشبہ یہ سارے روابط دراصل اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی کے درمیان اچھے روابط ہی کی ایک اہم کڑی اور مرہون منت ہے۔

پہلی ملاقات:

امام احمد رضا محدث بریلوی اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی کی ملاقات کی کہانی بھی کس قدر حسین ہے کہ دو محبوب بندوں کی ملاقات محبوب الٰہی کی بارگاہ میں ہورہی ہے، تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ:

''اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے روضۂ اقدس کے اندر سے حاضری دے کر باہر نکل رہے تھے اور حضرت سیدنا امام اہل سنت مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ حاضری کے قصد سے روضہ کی جانب جارہے تھے، اچانک امام اہل سنت کی نظر آپ کے چہرۂ انور پر نظر پڑی اور بے ساختہ یہ شعر آپ کی زبان پر جاری ہوگیا:

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں''

(سیرت اشرفی، ص:۴۱-۴۳)

مذکورہ واقعہ کی منظر کشی ''حیات وخدمات صدر العلما محدث میرٹھی،، کے حوالے

سے مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی نے اس طرح بیان کی ہے:

"اعلی حضرت فاضل بریلوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کے پیر و مرشد حضرت آل رسول علیہ الرحمہ کی طبیعت زیادہ ناساز ہے تو آپ خود بغرض مزاج پرسی مارہرہ شریف تشریف لے گئے۔ حضرت آل رسول علیہ الرحمہ نے اعلی حضرت فاضل بریلوی کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کی امانت خاص ہے جسے اولاد غوث میں شبیہ الثقلین مولانا سید شاہ ابو احمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی کو سونپی اور پیش کر دینی ہے اور وہ اس وقت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء چشتی رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر ہیں، محراب مسجد میں ملاقات ہوگی۔

چناں چہ اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دلی تشریف لائے۔ حضرت محبوب الٰہی کے آستانہ پر حاضری دی۔ پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیر کی نشاندہی کے بموجب حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو محراب مسجد میں پایا اور برجستہ فی البدیہہ یہ شعر کہا.

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں   اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

پھر عرض مدعا کیا حضرت اشرفی علیہ الرحمہ نے مارہرہ شریف میں حاضری دی حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت وخلافت بخشی اور فرمایا کہ جس کا حق تھا اس تک یہ امانت پہونچا دیا اس کے بعد حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ حضرت آل رسول کے خاتم الخلفاء کہلائے۔" (ماہنامہ اعلی حضرت نومبر ۲۰۱۱ء)

مسلکی روابط و تعلقات:

اعلی حضرت اشرفی میاں کو امام اہل سنت امام احمد رضا کے عقیدہ و نظریہ، فکر و تدبر، تحریر و قلم، قول و فعل اور تصنیف و تحقیق پر اتنا اعتماد تھا کہ آپ نے اپنے مریدین کو امام اہل سنت کی فکر و نظریے پر قائم رہنے کی سخت تاکید و ہدایت فرمائی۔

چناں چہ تذکرہ نگار لکھتے ہیں:

"حضور اشرفی میاں قدس سرہ کو حضرت محدث بریلوی کے فرامین اور تحریرات پر کس قدر اعتماد تھا، اس تحریر سے اندازہ لگا سکتے ہیں:

"میرا مسلک شریعت و طریقت میں وہی ہے جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا

خاں صاحب بریلوی کا ہے لہٰذا میرے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تصانیف ضرور مطالعہ میں رکھو!''

(مجدد اسلام اعلیٰ حضرت بریلوی، ص ۱۳۳)۔

عموماً امام اہل سنت کہیں جلسہ جلوس اور کانفرنسوں میں تشریف نہیں لے جاتے؛ لیکن امام احمد رضا کو اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی فکر ونظر، وعظ و نصیحت پر کتنا اعتماد تھا کہ ان کی تقریر سننے کے لیے بڑے شوق سے حاضر ہوتے، صاحب ''حیات اشرفی'' رقم طراز ہیں:

''حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز بہت کم وعظ کی مجلسوں میں جایا کرتے تھے؛ مگر آپ کے وعظ میں پورے اہتمام سے شرکت فرماتے تھے اور اپنے ملنے والوں سے فرمایا کرتے تھے کہ:

''حضرت مولانا سید ابو احمد محمد علی حسین اشرفی الجیلانی ان لوگوں میں ہیں جن کا وعظ میں سنتا ہوں، حضرت کا وعظ شریعت مطہرہ کے موافق اور اس کی پوری پابندی کے ساتھ ہوتا ہے۔''

(حیاتِ اشرفی ص ۱۴۱)

علامہ حسنین رضا علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

'' اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی شفقت و محبت تو آنکھوں دیکھی ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ''تحریک خلافت،، کے بمقابل فتوے صادر فرمائے اور متعدد رسالے تحریر کیے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ تنظیم کے مقاصد اگرچہ بہتر تھے۔ لیکن قیادت پر غیر مسلم طاغوتی قوتیں قابض ہوگئیں اور تنظیم کی آڑ میں اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کرنے لگیں مگر چونکہ اس تنظیم میں خود علمائے کرام کا ایک جم غفیر شریک تھا لہٰذا بدایوں، رامپور، فرنگی محل، لکھنؤ اور اجمیر کے علمائے ذوی الاحترام نے آپ کی زبردست مخالفت کی، یہاں تک کہ شہر کانپور کی سرزمین پر ''صوبہ متحدہ علمائے کانفرنس،، میں امام اہل سنت علیہ الرحمہ والرضا کے مقاطعہ کا اعلان کر دیا گیا، تو اس شورش زدہ ماحول اور خاردار فضاء میں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنے محبوب و پسندیدہ مجدد کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور اعلان فرما کر رفاقت کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے فتاوے کی تصدیق ان الفاظ میں فرما کر پرزور حمایت کی'' مولانا احمد رضا خاں صاحب عالم اہل سنت کے فتووں پر عمل کرنا واجب ہے کافروں کا ساتھ

دینا ہرگز جائز نہیں۔،، (سرکارکلاں نمبرص ۱۶۵)

رشتۂ ارادت وطریقت:

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی اور امام احمد رضا محدث بریلوی کے مابین رشتۂ ارادت کتنا مضبوط و مستحکم تھا کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے برملا یہ اظہار فرمایا کہ:

’’میرا مرید وہی ہے جو امام احمد رضا کا مرید ہے یعنی ان کا مخالف و معاند ہرگز میرا مرید نہیں‘‘

درج ذیل اقتباس کی ہر ہر سطر سے محبت والفت اور قلبی لگاؤ کی خوشبو پھوٹتی ہے، چناں چہ وہ فرماتے ہیں کہ:

’’فقیر کو حضرت مولانا سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ سے شرف خلافت حاصل ہے اور مولانا احمد رضا خاں بھی ان کے دربار سے فیض یاب ہیں ،فقیر اور وہ (حضرت محدث بریلوی) اس رشتے سے پیر بھائی ہوے،’’میرا مرید ان کا مرید ہے اوران کا مرید فقیر کا مرید ہے جو اس کے (حضرت محدث بریلوی) خلاف ہے، فقیر (حضرت اشرفی میاں) اس سے بری ہے۔‘‘

(حیات حضرت آل رسول احمدی ص:۱۹۰،/ ماہنامہ ماہ نور اگست ۲۰۱۱ء)

روحانی روابط وتعلقات:

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی کو اعلی حضرت فاضل بریلوی سے کس قدر لگاؤ تھا کہ ہر ایک دوسرے کو کشف وکرامت کے ذریعے نہ صرف پہچانتے تھے؛ بلکہ عملی طور پر بھی بہت مربوط تھے، جس پر ایک روشن دلیل یہ ہے کہ جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا انتقال پرملال ہوا تو آپ نے اپنے سر کی آنکھوں سے پورا حال مشاہدہ فرمایا۔

چناں چہ محدث اعظم ہند تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’میں اپنے مکان پر تھا اور بریلی کے حالات سے بے خبر تھا، میرے حضور شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ العزیز وضو فرما رہے تھے کہ یک بارگی رونے لگے، یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہے، میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ:

''بیٹا! میں فرشتوں کے کاندھے پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ کر رو پڑا ہوں''
چند گھنٹے کے بعد بریلی کا تار ملا تو ہمارے گھر میں کہرام برپا ہو گیا، اس وقت حضرت والد ماجد قبلہ حکیم الاسلام علامہ سید نظر اشرف قدس سرہ کی زبان پر بے ساختہ آیا ''رحمۃ اللہ علیہ'' اسی وقت ایک خاندانی بزرگ نے فرمایا کہ:
''اس سے تو تاریخ وصال نکلتی ہے، آج ہم اور آپ اسی یکتائے روزگار امام ومجدد قطب الارشاد کی بارگاہ عالی میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کو جمع ہیں اور ان کی روح مبارک کی سنیت سے دارین کا آسرا لگائے ہوئے ہیں- رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورضی اللہ تعالیٰ احمد رضا فقط''

فقیر اشرفی وگدائے جیلانی ابوالحامد سید محمد غفرلہ کچھوچھوی نزیل ناگپور-''

(المیزان ص:۲۵۹)

مقالہ نگار لکھتے ہیں:
''حضرت مولانا شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ از اولاد امجاد سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ اکثر وبیشتر بریلی شریف اعلیٰ حضرت سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے، اعلیٰ حضرت ان کا اور وہ اعلیٰ حضرت کا بہت ہی ادب واحترام فرماتے، دونوں ایک دوسرے کی دست بوسی فرماتے- اعلیٰ حضرت جب مسند پر تشریف فرما ہوتے تھے، اس پر کسی کو نہیں بٹھاتے تھے؛ لیکن ایک بار میری موجودگی میں حضور اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ کا واقعہ ہے کہ:
جب ٹرین سے سفر فرماتے اور اگر ٹرین بریلی شریف سے گزرتی ہوئی جاتی تو حضرت اشرفی میاں ٹرین میں کھڑے ہو جاتے رفقا پوچھتے؟ حضور! کیوں کھڑے ہوئے؟ تو فرماتے:
''قطب الارشاد مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب اپنی مسند پر اس آل رسول کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں، میں نائب رسول کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا''۔ (تجلیات امام احمد رضا، ص:۱۳۱ بحوالہ ماہ نامہ ماہ نور اگست ۲۰۱۱ء)
قارئین کرام مذکورہ واقعہ سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دونوں مشائخ اور بزرگان

طریقت آپس میں علمی، عملی، روحانی اور قلبی اعتبار سے کس قدر مستحکم، مضبوط اور مربوط تھے کہ دونوں نہ صرف کہ ایک دوسرے سے بے پناہ لگاؤ رکھتے تھے؛ بلکہ کشف والہام کے ذریعے ایک دوسرے کے قلبی احوال سے بھی آگاہ وباخبر رہتے تھے۔

نبیرۂ محدث اعظم ہند سید محمد جیلانی اشرفی ''اشرف العلما نمبر،، میں تحریر فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ پھولوں کا گلدستہ لئے بریلی ریلوے اسٹیشن پر اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا انتظار فرما رہے ہیں جو مراد آباد جا رہے تھے ۔سرکار اعلیٰ حضرت گلدستہ نذر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نومولود ''مصطفیٰ اشرف،، مبارک ہو۔ (اشرف العلما کے والد گرامی کی ولادت پر اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی کا ہدیۂ تبریک) سرکار اشرفی میاں نے جواباً فرمایا'' آپ کو مصطفیٰ رضاِ،، مبارک ہو۔

اس خاندانی روایت کی تصدیق کا موقع فقیر اشرفی کو غالباً ۱۹۷۴ء میں بھیونڈی میں ملا۔سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ مالیگاؤں جاتے ہوئے نماز جمعہ کے لیے مومن مسجد آئے۔ میں نے اشرفی رضوی خانوادوں کے خوشگوار باہمی تعلقات کے ضمن میں تقریر کرتے ہوئے بریلی اسٹیشن کے روح پرور واقعہ کی تصدیق چاہی تو حضور مفتی اعظم نے فرمایا !جی ہاں مصطفیٰ میاں صاحب مجھ سے ایک سال بڑے تھے۔،،

تکریمی روابط وتعلقات:

دونوں بزرگوں کے مابین ایک مثالی محبت تھی، بے پناہ لگاؤ تھا اور ایک دوسرے کے تئیں بے پناہ قدر ومنزلت تھی۔

استاذ العلما حضرت علامہ تقدس علی خان رضوی بریلوی علیہ الرحمہ نے ان روابط کو بڑے نرالے انداز میں بیان کیا ہے، چناں چہ لکھتے ہیں کہ:

''میری عمر ۲۱ رسال کی تھی، جب میں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ''شرح جامی '' کا درس لیا، اعلیٰ حضرت کی عام نشست ایک مسہری تھی جس پر آپ جلوہ فرما ہوتے تھے ،اس کے سامنے کرسیاں بچھی تھیں جس پر لوگ آکر بیٹھتے تھے- ادب واحترام کا عالم یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت کی مسہری پر کوئی نہیں بیٹھتا تھا، ایک دن جب میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ مسہری پر

ایک نورانی شخصیت تشریف فرما ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نہایت ادب واحترام کے ساتھ عام کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ منظر دیکھ کر مجھے حیرانی ہوئی کہ یہ کون ہے جن کا ادب واحترام اس قدر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی نشست پر انہیں بٹھایا، میں پوچھنے والا ہی تھا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

''انہیں تعظیم دو کہ یہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے شہزادے حضرت سید شاہ محمد علی حسن کچھوچھوی ہیں۔'' (شیخ اعظم نمبر ص: ۵۹ مئی ۲۰۱۲ء)

تعظیم وتکریم کا یہ پاکیزہ سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد بھی ان کے خاندان میں قائم رہا اور ہے چناں چہ حکیم سید احمد حسین کوثر اشرفی کچھوچھوی اپنے ایک مضمون ''اشرف العلما علیہ الرحمہ کا تذکرۂ خیر،، میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

''۱۹۷۱ء میں ایک مرتبہ پنڈوہ شریف حضرت شاہ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی میں نے اپنی عرض داشت پیش کی، میرے ہم سفر مولوی اکمل حسین مرحوم (سربیلہ بہار) تھے۔ دادا پیر کی بارگاہ میں حاضری کے بعد واپسی میں جب مظفر پور اسٹیشن پر گاڑی رکی اس وقت بڑی لائن نہیں بنی تھی۔ گاڑی رکنے کے بعد میں نے دیکھا کہ اسٹیشن پر ایک ہجوم لگا ہوا ہے اور لوگ ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں۔ صورت شکل دیکھ کر میں نے اکمل سے کہا کہ یہ لوگ تو سنی علما لگ رہے ہیں دیکھو کیا بات ہے۔ مولوی اکمل حسین فوراً نیچے اترے اور الٹے قدم واپس آئے اور کہا کہ حضرت! مفتی اعظم ہند صاحب ہیں، یہ لوگ سیٹ کی بات کر رہے ہیں اور ٹی ٹی منع کر رہا ہے، میں نے فوراً اکمل حسین مرحوم سے کہا تم، میرا بستر لگا دو، میں ابھی ان کو لیکر آتا ہوں۔ میں فوراً نیچے اترا اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو لیکر گاڑی میں آگیا اور علماء کرام سے کہا کہ آپ لوگ فکر نہ کریں۔ بزرگوں کا انتظام قدرت پہلے سے ہی کر دیتی ہے۔ میری مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے پہلی ملاقات تھی۔ اس سے قبل کوئی تعارف نہیں تھا۔ اتنے میں ٹرین دھیرے دھیرے چلنے لگی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ کی انگلیاں گردش میں ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ لاؤ اپنا تعارف کرا دوں اور دست بوسی کرلوں۔ ایک عجیب جذباتی کیفیت مجھ پر طاری تھی۔ بہر حال! جرأت کر کے میں نے آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر

جلدی سے دست بوسی کر لی۔ حضرت نے میرے ہاتھ کو اتنی مضبوطی سے پکڑ لیا کہ میں چھڑا نہیں سکا۔ ہاتھ پکڑے پکڑے اٹھکر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ شہزادے! آپ تو مصطفیٰ اشرف کے بیٹے ہیں۔ میں سراپا حیرت بنا حضرت کی طرف جھکا رہا۔ پھر فرمایا آپ نے مجھے گنہگار کر دیا۔ جب تک میرے ہاتھ کو چوم نہیں لیا اس وقت تک میرا ہاتھ نہیں چھوڑا۔ جیسے ہی ہاتھ ڈھیلا کیا۔ میں نے ہاتھ کو اپنی طرف کھینچ لیا اور سامنے والے سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کچھ کرب کی حالت میں ہیں جو چہرے سے صاف عیاں ہو رہا تھا۔ میں نے کہا۔ حضور! کچھ عرض کروں؛ گردن ہلا کر اشارہ فرمایا۔ میں نے کہا حضور میں نے آپ کی دست بوسی جو کی ہے۔ وہ ایک سچے نائب رسول کی دست بوسی کی سعادت حاصل کی ہے۔ حضور آپ نے جو عشق آل رسول ور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دست بوسی کی ہے تو حضور نہ آپ گنہگار ہوئے اور نہ میں۔ میرے اس برجستہ جواب پر مسکرا دئے اور ٹرین نے تیز رفتار اختیار کر لی،،۔ (اشرف العلما نمبر ص ۹۶)

خاندانی روابط وتعلقات:

دونوں بزرگوں کے خاندانی فرزندوں نے کبھی بھی اس علمی و روحانی رشتے کو کم زور تو دور کی بات مدھم بھی نہیں ہونے دیا ہے، شاید اسی محبت وتعلق کا ثمرہ ہے کہ حضور محدث اعظم ہند جب امام اہل سنت کا ذکر کرنے لگتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ ایک مرید صادق مرشد برحق کے جلوؤں میں گم ہے۔

"جس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک مقبول بندہ اور رسول پاک کا سچا نائب، علم کا جبل شامخ اور عمل صالح کا اسوۂ حسنہ، معقولات میں بحر ذخار، منقولات میں دریائے ناپید کنار، اہل سنت کا امام واجب الاحترام اور اس صدی کا باجماع عرب وعجم مجدد، تصدیق حق میں صدیق اکبر کا پرتو، باطل کو چھانٹنے میں فاروق اعظم کا مظہر، رحم وکرم میں ذوالنورین کی تصویر، باطل شکنی میں حیدری شمشیر، دولت فقہ وروایت میں امیر المومنین اور سلطنت قرآن وحدیث کا مسلم الثبوت وزیر المجتہدین، اعلیٰ حضرت علی الاطلاق، امام اہل سنت فی الآفاق، مجدد مائۃ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ، اعلم العلماء عند العلماء، قطب الارشاد علیٰ لسان الاولیاء ومولانا وفی جمیع الکمالات اولانا، فانی فی اللہ والباقی باللہ عاشق کامل رسول اللہ، مولانا شاہ

احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کے قدم اول اس خاندان دنیا میں جلوہ فرما ہوئے- تیرہویں صدی کی یہ واحد شخصیت تھی جو ختم صدی سے پہلے علم وفضل کا آفتاب فضل وکمال ہو کر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب وعجم پر چھا گئی اور چودہویں صدی کے شروع میں ہی پورے عالم اسلامی اس کو حق وصداقت کا منارہ سمجھا جانے لگا، میری طرح سارے حل وحرم کو اس کا اعتراف ہے کہ اس فضل وکمال کی گہرائی اور اس علم راسخ کے کوہ بلند کو آج تک کوئی نہ پاسکا- (المیزان،ص:۲۴۲،۲۴۳)

مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند مزید تحریر فرماتے ہیں کہ:

''آج میں آپ کو جگ بیتی نہیں، آپ بیتی سنا رہا ہوں کہ جب تکمیل درس نظامی وتکمیل درس حدیث کے بعد میرے مربیوں نے کارافتا کے لیے اعلیٰ حضرت کے حوالے کیا- زندگی کی یہی گھڑیاں میرے لیے سرمایۂ حیات ہوگئیں اور میں محسوس کرنے لگا کہ آج تک جو کچھ پڑھا تھا، وہ کچھ نہ تھا اور اب ایک دریائے علم کے ساحل کو پالیا ہے-علم کو راسخ فرمانا اور ایمان کو رگ وپے میں اتار دینا اور صحیح علم دے کر نفس کا تزکیہ فرمادینا، یہ وہ کرامت تھی جو ہر ہر منٹ پر صادر ہوتی رہتی تھی-'' (المیزان، امام احمد رضا نمبر ص:۲۴۴)

''ذرا انداز تربیت دیکھئے کہ کارافتا کے لیے جب بریلی حاضر ہوا تو میرے اندر لکھنؤ میں رہنے کی خوبو کافی موجود تھی، شہر کے جغرافیہ میں بازار اور تفریح گاہوں کو وہاں کے لوگوں سے پوچھتا رہا کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر سپاٹا کروں- جمعہ کا دن آیا تو مسجد میں سب سے آخر صف میں تھا، نماز ہوگئی تو مجھے دریافت فرمایا کہ ''کہاں ہیں؟'' میں بریلی کے لیے بالکل نیا شخص تھا، لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے- یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت خود کھڑے ہوگئے اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا تو مصلے سے صف آخر میں آکر مجھے مصافحہ سے نوازا، اس سے زیادہ کا ارادہ فرمایا تو میں تھرا کر گر پڑا، اعلیٰ حضرت پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنن ونوافل ادا فرمانے لگے، مسجد کے ایک ایک شخص نے اس کو دیکھا ، بڑی حیرت سے دیکھا، میں نے بازار اور کتب خانہ کی سیر کو طے کر رکھا تھا، شام کو جب چلا تو شہامت گنج کی موڑ پر پہلے پان کھانے کی خواہش پیدا ہوئی ا، بھی پان والے سے کہا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے السلام علیکم آیئے اور مجھ کو جواب دینا پڑے، اب پان والے کی دکان

کے سامنے کھڑا ہونا بھی میرا دشوار ہوگیا -سلام ومصافحہ کی برکت نے سارا پروگرام ختم کردیا، وہ دن اور آج کا دن ہے کہ بریلی کا ذکر نہیں کلکتہ، بمبئی، مدارس میں بھی پا پیادہ نہیں بلکہ موٹر میں بیٹھ کر بھی صرف سیر بازار کے لیے نہیں نکلا، سارا لکھنوی انداز ہمیشہ کے لیے ختم فرمادیا-'' (المیزان، ص:۲۴۸)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی کے درمیان گہرے تعلقات کا ہی نتیجہ ہے کہ جب سرکار کلاں کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والدگرامی بریلی شریف حاضر ہوئے اور امام احمد رضا کو ولات باسعادت کی خبردی-

''شہزادۂ حضور اشرفی میاں زینت کچھوچھہ مقدسہ فخر خاندان اشرفیہ مولانا سید احمد اشرف صاحب اشرفی جیلانی ۱۳۳۲ھ میں بریلی شریف اعلیٰ حضرت سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضور! آپ کے پوتے کی ولادت ہوئی ہے، چوں کہ موصوف اعلیٰ حضرت سرکار کے تلمیذ وخلیفہ تھے، جس کا ذکر اعلیٰ حضرت قبلہ نے اپنے رسالہ مبارکہ ''الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد'' میں فرمایا ہے-

رشتۂ طریقت کی بنا پر فرمایا کہ'' آپ کے پوتے کی ولادت ہوئی ہے- حدیث پاک میں ''محمد'' نام کی فضیلت آئی، یوں اس کا نام ''محمد'' رکھ دیا ہے-حضور کوئی تاریخی نام رکھ دیں اور دعا فرمائیں -''، اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمایا ''ان کے نانا جان مختار کون ومکاں ﷺ بھی تو ہیں ،لہذا فقیر اس بچے کا نام ''محمد مختار'' (۱۳۳۲ھ) رکھتا ہے، دیکھئے شاید سن ولادت ہوگئی-''

جب اعداد کا شمار کیا تو پورے ۱۳۳۲ھ ہوئے اور یہی سن ولادت تھا، ایک سکنڈ کے بعد فوراً اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمایا:

''حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ الربانی سے اس خاندان کو نسبت ہے، اسی بنا پر آپ کا نام ''محمد اشرف'' ہے، لہٰذا فقیر ''محمد مختار'' میں ''اشرف'' کا اور اضافہ کرتا ہے، اب اس نام میں یہ خوبی پیدا ہوگئی کہ ''محمد مختار'' سن ہجری نکلے گی اور ''محمد مختار اشرف'' (۱۹۱۴ء) سے سن عیسوی نکلے گی، خدا مبارک کرے، علم نافع عمل صالح عطا فرمائے اور آپ کا سچا جانشین بنائے-''

امام احمد رضا سے اسی تعلق اور قلبی لگاؤ ہی کا نتیجہ تھا کہ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ ''المیزان'' کا ''امام احمد رضا نمبر'' نکلنے جا رہا ہے تو آپ نے اپنی بے پناہ مسرت و شادمانی کا اظہار فرماتے ہوئے گویا ہیں کہ:

''مجدد مأۃ حاضرہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ کی شخصیت یوں تو محتاج تعارف نہیں ؛لیکن ان کی فکر و نظر کے فیضان سے ملت اسلامیہ کے تحفظ و بقا اور اسلامی شعور کی صالحیت پر جو تاریخی اثرات مرتب ہوئے ہیں، ان کا تعارف ابھی تک نہیں ہو سکا ہے، مجھے بے حد مسرت ہے کہ وقت کی اس اہم ترین دینی و ملی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ماہنامہ ''المیزان بمبئی، امام احمد رضا نمبر شائع کر رہا ہے۔'' (المیزان، ص:۱۲)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ سبحان رضا خان رضوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ:

''میرے جد کریم سیدنا اعلیٰ حضرت المولیٰ تعالیٰ کے دور حیات ظاہری میں حضرت سید العلما علامہ سید شاہ احمد اشرف اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان ان کے پاس تشریف لاتے تھے، سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز ان کا شایان شان استقبال نیز احترام فرماتے تھے اور محبت کا یہ عالم کہ اپنے رسالہ ''الاستمداد'' میں جہاں اپنے دیگر تلامذہ و خلفا کا ذکر فرمایا ہے، حضرت سیدنا شاہ سید احمد اشرف اشرفی علیہ الرحمہ کا ذکر بھی ایک شعر میں اس طرح فرمایا:

احمد اشرف حمد و شرف لے تجھ سے ذلت پاتے یہ ہیں

اور حضور سیدنا احمد اشرف اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ بھی مجدد دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے بے پناہ دلی محبت فرماتے، ان کا شایان شان ادب و احترام بجالاتے ، یہاں تک کہ اپنے بھانجے حضرت سیدنا محدث اعظم ہند سرکار سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی کو تربیت افتا کے لیے میرے جد کریم سیدنا قدس سرہ کے حضور بریلی شریف لے کر تشریف لائے اور سیدنا اعلیٰ حضرت نے حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی نہایت شاندار طریقہ سے تربیت فرمائی۔''

(سرکار کلاں نمبر، ماہنامہ غوث العالم، کچھوچھہ شریف، ص:۳۳-۳۲)

المیزان کا امام احمد رضا نمبر:

"المیزان،، کا امام احمد رضا نمبر دراصل اسی دیرینہ رشتہ کو نبھانے کی مخلصانہ کوشش اور رضوی اشرفی سنگم کی بہترین مثال ہے، المیزان کا امام احمد رضا نمبر نے خانوادۂ رضویہ اور خانوادۂ اشرفیہ کے مابین ان تمام رشتوں اور رابطوں کو مستحکم و مضبوط کیا ہے جو امام احمد رضا اور اعلی حضرت اشرفی میاں نے آپس میں قائم کیے تھے، اسی تعلق کو برقرار رکھنے کے لیے حضرت شیخ الاسلام (**مدنی میاں مدظلہ**) کی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ امام احمد رضا کی عبقری شخصیت پر کوئی ایسا کارنامہ ہو جو اس مستحکم رشتہ کو مزید قوی کردے اور عملی اعتبار سے بھی دنیا دیکھے کہ دونوں خانوادے کے درمیان کس قدر گہرا تعلق اور مضبوط رشتہ ہے: چناں چہ حضرت شیخ الاسلام رقمطراز ہیں:

"میری دیرینہ تمنا تھی کہ امام احمد رضا جیسی عبقری شخصیت پر ایک اہم دستاویز منظر عام پر آئے جو نئی نسل کو امام احمد رضا کی ہزار پہلو شخصیت سے حقیقی معنوں میں متعارف کرانے کا باعث ہو۔ ماہنامہ المیزان کا "امام احمد رضا نمبر" صرف یہی نہیں کہ میری دیرینہ تمناؤں کا مظہر ہوگا؛ بلکہ ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ ہوگا۔" (المیزان ص: ۱۳)

حضرت شیخ الاسلام کے تعزیتی کلمات

قاضی القضاۃ فی الہند افقہ الفقہاء حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان ازہر نور اللہ مرقدہ کا وصال پر ملال ہوا تو شیخ الاسلام حضرت علامہ سید شاہ محمد مدنی الاشرفی الجیلانی جانشین حضور مخدوم الملت محدث اعظم، کچھوچھہ مقدسہ، نے اپنے رنج و غم کا اظہار فر مایا، اور علمی و روحانی دنیا کے لیے ایک عظیم خلا قرار دیا چناں چہ اپنے تعزیتی کلمات میں رقمطراز ہیں:

"معتمد ذرائع سے یہ افسردہ خبر ملی کہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادے عالم اسلام کے مشہور و معروف عالم دین مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ، جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اس دنیا ے فانی میں نہ رہے، انا للہ و انا الیہ راجعون!

مفتی اختر رضا ازہری صاحب کی رحلت بلاشبہ علمی و روحانی دنیا میں عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ ازہری صاحب نے دین وسنیت اور

رشد وہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں، یقیناً وہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ازہری صاحب کے ذریعہ دین وسنیت کی راہ میں کی گئی ہر چھوٹی بڑی خدمات قبول فرمائے آمین! اور ان کے شہزادے عزیز مکرم مولانا عسجد رضا خان صاحب اور دیگر پسماندگان، مریدین، معتقدین اور خلفا، تمام کو اللہ رب العزت صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سنت کو بدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

شریک غم فقیر اشرفی وگدائے جیلانی ابو الحمزہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی وگدائے اشرفی سید محمد حمزہ اشرف اشرفی کچھوچھہ،،۔

مؤرخہ ۷ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ بمطابق ۲۱/ جولائی ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ۔

[انوار تاج الشریعہ نمبر: ناشر رضا اکیڈمی شاخ لاتور مہاراشٹر]

حضرت شیخ الاسلام دام ظلہ کے مذکورہ تعزیتی کلمات بھی اسی رشتہ کی ایک مضبوط و مستحکم مثال ہیں اور بحمدہ تعالی آج بھی وہ رشتہ قائم ہے جو امام احمد رضا محدث بریلوی اور اعلی حضرت اشرفی میاں نے قائم کیا تھا، اللہ تبارک وتعالی ان بزرگوں کے نقوش وخطوط پر ہم سب کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مؤلف کی دیگر تالیفات

میزانِ عدل کا تحقیقی جائزہ:
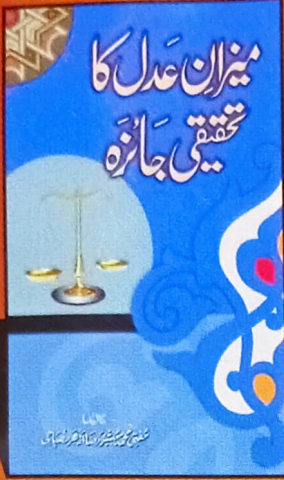
اس کتاب میں قیامت کے دن قائم ہونے والے میزان عدل کے احوال وکوائف کا محققانہ تذکرہ ہے جو میزان عدل کے تقریباً تمام ممکنہ گوشوں کو محیط ہے، میزان عدل کہاں قائم ہوگا؟ کب قائم ہوگا؟ اس کی حکمت کیا ہے؟ کن کے اعمال تولے جائیں گے؟ جنات کے اعمال کا وزن ہوگا یا نہیں؟ ترازو کا ہلکا و بھاری ہونا دنیوی ترازو کے برعکس، وغیرہ کا تفصیلی اور تحقیقی بیان ہے۔

صفحات: ۱۲۸: ناشر دار العلوم شیخ احمد کھٹو احمد آباد

ایصال ثواب کی تحقیق:
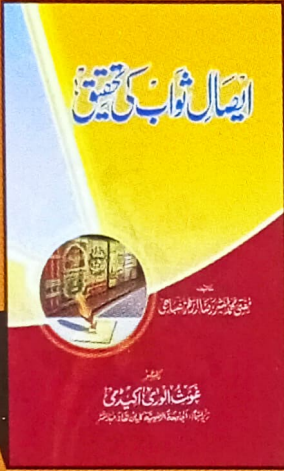
اس کتاب میں ایصال ثواب کے فقہی احکام ومسائل کو کلام الٰہی، احادیث مبارکہ اور مستند فقہی عبارتوں سے مزین کرکے بیان کیا گیا ہے، مسلمان اپنے اعمال صالحہ اور عطیات وخیرات کا ثواب ونفع مردوں کو پہنچا سکتا ہے اس پر تفصیلی وتحقیقی روشنی ڈالی گئی ہے، منکرین جو اعتراضات کرتے ہیں اس کے شافی جوابات بھی دیے گئے ہیں۔ اور قبرستان میں جانے کے آداب بھی بیان کیے گئے ہیں۔

صفحات: ۱۳۶: ناشر: غوث الوریٰ اکیڈمی بیل بازار کلیان/ممبئی

حیلہ شرعی جواز اور تقاضے:
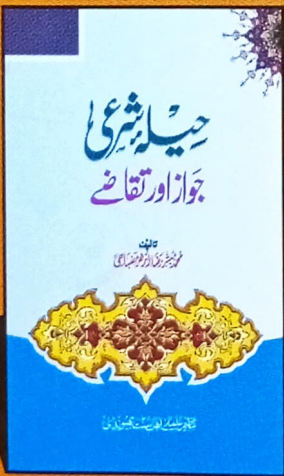
اس کتاب میں حیلہ شرعی کا پس منظر، حیلہ کی ضرورت، تقاضے، شرائط، جواز اور اس کے طریقے بہت خوبصورت پیرائے میں بیان کیے گئے۔ جائز و ناجائز حیلہ کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، مکتب، مسلم کالج، اور ہاسپٹل کے لیے حیلہ کے جواز وعدم جواز پر واضح حکم بیان کیا گیا، بوقت ضرورت حیلہ نہ کرنے اور بلاضرورت حیلہ کرنے پر تحقیقی گفتگو کی گئی ہے، جو بلاشبہہ اپنے موضوع پر منفرد کتاب ہے۔

صفحات: ۸۸: ناشر: تنظیم علمائے اہل سنت بھیونڈی

SUNNI JAMA MASJID KOTER GATE (TRUST)
Imam Ahmed Raza Road, Koter Gate, Bhiwandi,
Distt. Thane, Maharashtra - **Mob.: +91-9699731365**